چلایا کہ اس نے ملک کی سیاسی اور جمہوری جماعتوں سے اہم سیاسی معاملات میں برابر اشتراک و تعاون کیا اور حد یہ ہے کہ ایک مرتبہ وزیر اعظم کی زبان سے اقرار کرا لیا کہ مسلم لیگ فرقہ وارانہ جماعت نہیں ہے۔ انگریزی میں ان کی تقریر بڑی پر مغز مدلل اور موثر ہوتی تھی۔ یہ کمال ان کا ہی تھا کہ تقسیم سے پہلے مسلم لیگ کا جو عمل اور نظریہ رہا ہے مرحوم تقسیم کے بعد میں اس کو بڑی جرأت و جسارت سے صحیح ثابت کرتے اور ہندوؤں کے بڑے بڑے مجمعوں میں اس کی معقولیت پر مدلل تقریر کرتے اور اس کے باوجود ہر طبقہ اور ہر پارٹی میں عزت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے ان اوصاف و کمالات کے علاوہ بڑے متدین متشرع خوش اخلاق و متواضع اور مخلص تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو مغفرت و بخشش کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

اس حادثہ کے چند روز بعد ہی مولانا سید فخر الدین احمد صاحب کا حادثہ وفات پیش آیا حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا فیضِ درس و تربیت ایک ابر کرم تھا جو عرب و عجم کے ہر خطے پر برسا اور ہر شخص نے بقدر حوصلہ و استعداد اس سے استفادہ کیا لیکن مولانا حضرت شیخ کے ان چند تلامذہ و تربیت یافتہ حضرات میں سے تھے جو علم و عمل ورع و تقوی اور فکر و نظر کے اعتبار سے اپنے استاد و شیخ کے قالب میں ڈھل گئے تھے چنانچہ ایک طرف ان کی حسین شخصیت درس حدیث کے مسند کی زینت تھی تو دوسری جانب زہد و ورع اور عبادت و ریاضت کے سجادہ کی رونق وہ ایک طرف بلند پایہ اور وسیع النظر عالم محدث و فقیہ تھے تو اس کے ساتھ ہی جنگ آزادی اور میدان استخلاص وطن کے بہادر سپاہی اور مجاہد بھی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مشغلہ درس و تدریس کے باوجود جمعیۃ العلماء سے اس کے ایک فعال ممبر کی حیثیت سے ہمیشہ وابستہ رہے۔ عمر کا اکثر و بیشتر حصہ مدرسہ شاہی مراد آباد کی خدمت میں صرف ہوا۔ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کے بعد دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث بھی مقرر ہوگئے اور جمعیت علمائے ہند کے صدر بھی اور آخر اسی پر دنیا سے رخصت ہوگئے۔ عمر کم و بیش بچاسی برس کی پائی۔ ادھر چند سال

سے چند در چند عوارض واسقام کے باعث بہت کمزور اور چلنے پھرنے سے معذور سے ہوگئے تھے۔
لیکن اس کے باوجود، اس کو ان کی روحانی طاقت یا قوت ارادی کے علاوہ اور کیا کہیئے کہ جب وہ درس بخاری کے لئے بیٹھتے تھے توگھنٹوں ایک ہی نشست سے بیٹھے رہتے تھے۔ درس اور اسی سلسلہ میں طلباء کے سوالات کے جوابات پوری حاضر حواسی سے دیتے تھے اور تقریر کے وقت آواز میں بھی ضعیفی وپیری کا کوئی اثر محسوس نہیں ہوتا تھا۔ طبعاً کم گو تھے۔ مگر جب ضرورت ہوتی تھی تو تقریر بہت واضح اور مدلل کرتے تھے، خود بزرگ اور بزرگوں کی یادگار تھے۔
ان کی وفات سے جو جگہ خالی ہوئی ہے اس کا پر ہونا قحط الرجال کے اس دور میں بہت مشکل ہے۔
رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃ . . . .

قابلِ توجہ عرضداشت:۔ آپ حضرات ادارہ کے قدیم ممبر ہیں، کارکنانِ ادارہ آپ سے بجا طور پر توقع رکھتے ہیں کہ ادارہ کے حلقہائے ممبری اور خریداران کی توسیع کے لیے اپنے حلقۂ احباب میں توجہ فرمائیں گے توسیع اشاعت سے بہت سی وہ کتابیں جو ختم ہو چکی ہیں ان کی اشاعت میں مدد ملے گی۔ نیاز مند (منیجر)

ندوۃ المصنفین دہلی

سنہ ۱۹۷۰ء کی مطبوعات		سنہ ۱۹۷۱ء کی زیر طبع	
۱۔ تفسیر مظہری اردو نویں جلد	-/۱۲	۱۔ تفسیر مظہری اردو دسویں جلد	-/۱۲
۲۔ حیات (مولانا) سید عبدالحیؒ	-/۱۱	۲۔ بیاری اور اسکا روحانی علاج	-/۸
۳۔ احکام شرعیہ میں حالات وزمانہ کی رعایت	-/۹	۳۔ خلافتِ راشدہ اور ہندوستان	-/۹
۴۔ مآثر ومعارف	-/۱۰	۴۔ ابو بکر صدیق کے سرکاری خطوط	-/۷

ندوۃ المصنفین اردو بازار جامع مسجد دہلی